گدائے بابِ رسولؐ مہدی نظمی

۱۳۹۵ھ

تاریخ اشاعت جون ۹۷۶
باراول ۱۰۰۰
قیمت پانچ روپے

جناب منشی عبدالمجید قریشی کے نام

دامانِ نگہہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار

مہدی نظمی

مطبوعہ: کمال پرنٹنگ پریس دہلی

والدِ مرحوم مولانا سید اولاد حسین صاحب
عرف للن صاحب شاعر

والدۂ مرحومہ سیدہ رضیہ بیگم صاحبہ
کی یاد میں

میں شکر گزار ہوں عالی جناب امیر علی رحمتہ اللہ
عالی جناب اشرف علی شمار اور عالی جناب فاطمہ
اشرف علی کا جن کی شفقتیں مجھے حوصلہ بھی
دیتی ہیں اور میرا سہارا بھی بنتی ہیں ۔

مہدی نظمی

ہے اگر مومن تو چشمِ شوق ہے شہرِ رسولؐ

ہے اگر مومن تو دل ہے آستانِ مصطفےٰؐ!

صاحبِ معراج و نبیِ کون و مکاں کی بارگاہ میں نذرانہ

۱۳۹۵ھ

منجانب ہیچمداں و ناچیز مہدی نظمی

۱۳۹۵ھ

نگاہیں معرفت حق کی ضو سے جلتی ہیں
کہ جیسے بتیاں بجلی کی رو سے جلتی ہیں

خدا کا نور محمدؐ سے تا محمدؐ ہے
یہ چودہ شمعیں ہیں جو ایک لَو سے جلتی ہیں

رحلِ نظر

۱۳۸۸ھ

زاویۂ فکر مہدی نظمی

۱۳۸۸ھ

قصۂ معراج پر حیرت کی کوئی جا نہیں
نورِ پیکر اپنے مرکز کی طرف کھنچتا گیا
معجزہ یہ ہے کہ تریسٹھ سال تک نورِ نبیؐ
مرکزِ بالا سے ہٹ کر خاک پر ٹھیرا رہا

صبحِ ازل کے رخ سے نہ الٹی تھی جب نقاب
شامِ ابد کی کوئی نہ تعبیر تھی نہ خواب
قوسین و عرش تھے نہ کوئی عرش کا حجاب
بس ایک حسن، جس میں تغیر نہ انقلاب

عالم نہ بن سکا تھا ابھی ممکنات کا
جلوہ اگر تھا کوئی تو جلوہ تھا ذات کا

میزان تھی نہ لوح و قلم تھے نہ آسماں
غلمان و حور تھے نہ فرشتے نہ انس و جاں
انجم نہ ماہتاب و ثریا نہ کہکشاں
کوئی زمیں نہ کوئی بیاباں نہ بوستاں
لیل و نہار تھے نہ بنا شش جہات کی
تھیں منتظر صفات، ظہورِ صفات کی

بادہ گسار تھا نہ پیالہ نہ میکشی
سوزِ الم نہ عشق کا چھالا نہ بندگی
وہ چاند جس کا کوئی نہ ہالا نہ چاندنی
محفل میں لامکاں کی اجالا نہ تیرگی
آئینۂ جمال کی ضو پاشیاں نہ تھیں
نقاش کا کمال تھا، نقاشیاں نہ تھیں

جلوہ طرازِ حسن نہ پہ وا نہ سامنا
جز نور کوئی تابش و شعلہ نہ صاعقہ
جز مرکزِ خیال کوئی خط نہ دائرہ
جز ذات کوئی عکس نہ پرتو نہ آئینہ
قدرت کی لامکاں پہ حکومت کو دیکھتا
کوئی نہ تھا کہ جلوۂ وحدت کو دیکھتا

دُنیا و دیں نہ منزل و جادہ نہ زادِ راہ
وہم و گماں، یقیں نہ تشکیک و اشتباہ
کوئی خوشی نہ رنج نہ راحت نہ اشک و آہ
آوازِ کن نہ نعرۂ اثباتِ لا الٰہ
حی و صمد کے نور میں مخفی حیات تھی
ناپید مہر و ماہ تھے دن تھا نہ رات تھی

گو عالمِ سکوت تھا لیکن نہ تھا جمود
تنہائی بھی مگر نہ تھا تنہائی کا وجود
تھا شاہدِ جمال نہ تھا منظرِ شہود
وہ سوزِ عشق جس میں نہ چنگاریاں نہ دود
رازِ نہانِ عشق و وفا کھولتا نہیں
خالق پکارتا ہے کوئی بولتا نہیں

سرِّ طلسمِ عالمِ ہو سر بسر کھُلے
اللہ چاہتا ہے کہ عرفاں کا در کھُلے
جس میں نظر ہو عشق کی وہ چشمِ تر کھُلے
تسبیح کو زبانِ دلِ معتبر کھُلے
تنہائیوں میں جلوتِ یک دلربا ملے
جو مظہرِ الٰہ ہو وہ آئینہ ملے

دل کے عرض کو عشق کا جوہر عطا کیا
خالق نے حسنِ دوست کو پیکر عطا کیا
صبحِ ازل کو مہرِ منور عطا کیا
شامِ ابد کو نجمِ مقدر عطا کیا
نورِ خدا سے خال و خدِ یار بن گئے
جلوے سمٹ کے پیکرِ انوار بن گئے

تخلیق کائنات کا پہلا سبب بنا
وہ پیکرِ جمیل جو محبوبؐ رب بنا
طاری کلام رب ہوا جس پر وہ لب بنا
آوازِ کُن بلند ہوئی جب، تو سب بنا
جو بھی ادائے یار تھی مرغوب ہو گئی
دُنیا نگارخانۂ محبوبؐ ہو گئی

خورشید کو ضیائے رخِ یار مل گئی
نجمِ سحر کو تابشِ رخسار مل گئی
گل کو شمیم پیکرِ انوار مل گئی
موجِ صبا کو شوخیٔ رفتار مل گئی
اٹھی نظر تو برقِ شرربار بن گئی
زلفیں بکھر گئیں تو شبِ تار بن گئی

پہلا یقین پہلی جبیں پہلی بندگی
پہلا شعور پہلی خرد پہلی آگہی
پہلا چراغ پہلی نظر پہلی روشنی
پہلا رسول پہلا نبی پہلا آدمی
جس کے نفس کی چھیڑ سے بادِ صبا چلی
ٹپکا عرق جبیں سے تو جوئے بقا چلی

اول کا نقش حق نے مکرر بنا دیا
سورج کے ساتھ ماہِ منور بنا دیا
تنہا تھا حسنِ دوست تو یاور بنا دیا
محبوبِ خوبرو کا شناگر بنا دیا
قائم ادائے حسنِ قدِ یار ہو گئی
پرچھائیں ہٹ کے حیدرِ کرار ہو گئی

وہ آنکھ جس میں سمٹا ہوا نورِ آفتاب
آبِ گہر میں جیسے سمندر کا اضطراب
وہ لب کہ بولتی ہوئی اللہ کی کتاب
وہ دل کہ جس میں ٹھیری ہوئی روحِ انقلاب
نعلین گوشوارۂ عرشِ خدا نبی
اوڑھی ردا تو چادرِ اہلِ کسا نبی

آغوش جس میں پرورشِ فاطمہ بھی ہے
سینہ کہ جس میں نورِ کتابِ خدا بھی ہے
شانہ کہ جس پہ نقشِ کفِ مرتضیٰ بھی ہے
زانو کہ جس پہ فرقِ شہِ کربلا بھی ہے
جبریل دست بستہ مؤدب کھڑے ہوئے
خاتم میں جس کے بارہ نگینے جڑے ہوئے

افسانۂ حیات کا عنوان بن گیا
تعمیرِ کائنات کا ساماں بن گیا
دنیائے رنگ و بو کا نگہبان بن گیا
آدم سے پہلے آدمی انسان بن گیا
انگڑائی لے کے دانش و دیں جاگنے لگے
گونجی اذاں تو اہلِ یقیں جاگنے لگے

مہرِ منیرِ عالمِ امکاں میں آگیا
شعلہ لباسِ لالہ لبستاں میں آگیا
جانِ بہارِ صحنِ گلستاں میں آگیا
نورِ الٰہ پرتوِ جاناں میں آگیا
پیشانیٔ خلیلِ خدا راہ بن گئی
نورِ محمدی کی گزرگاہ بن گئی

مولائے کائنات امامِ زمن علیؑ
زہراؑ چراغِ عصمت و خورشیدِ آگہی
تزئینِ بزمِ آدمیت خلقِ شبریؑ
شبیرؑ آفتابِ شہادت کی روشنی
ابھرے تھے جن میں عکسِ حیاتِ رسولؐ کے
یہ چار آئینے تھے صفاتِ رسولؐ کے

اس وقت اس کا نور تھا جب ہوش تھا نہ خواب
آدم تھے درمیانِ گل و نار و باد و آب
اتری ہے اس کے ہاتھ پہ اللہ کی کتاب
نعلین جس کی گانٹھ رہا ہے ابو ترابؑ
وہ گھر جبینِ زہرہ و فرقِ قمر جھکا
وہ در نصیریوں کے خدا کا بھی سر جھکا

تنویر آفتابِ ہدایت ابو ترابؑ
قندیلِ بابِ قصر ولایت ابو ترابؑ
فانوسِ علم و مشعلِ حکمت ابو ترابؑ
شمعِ مجاز و بدرِ حقیقت ابو ترابؑ
بلبل کو جو تعلقِ خاطر ہے پھول سے
مشکلکشاؑ کو تھی وہی نسبت رسولؐ سے

نصیری: وہ فرقہ جو حضرت علیؑ کو خدا کہتا ہے

گُل کی نظر سے دیکھئے بلبل کی عظمتیں
خاکِ چمن سے سنیئے زرِ گل کی عظمتیں
میکش سے پوچھئے طربِ مُل کی عظمتیں
ہوتی ہیں جزر سے آپ عیاں کُل کی عظمتیں
لہرائے سیلِ آب سے دریا کی شان پوچھ
ہارونؑ کی زبان سے موسیٰؑ کی شان پوچھ

وہ شاہِ کائنات یہ مولائے کائنات
یہ دائرہ وہ مرکزِ آغازِ ممکنات
وہ منبعِ حیات تھا یہ چشمۂ حیات
وہ شاخِ گل یہ پھول تھا وہ کھیت یہ نبات
نشو و نمائے خاکِ گلستاں کلی میں تھی
دھوکا نہ کھا رسولؐ کی صورت علیؑ میں تھی

خونِ رگِ حیاتِ پیمبرؐ تھا بوترابؑ
گرمیٔ خاک و بوئے گُلِ تر تھا بوترابؑ
سیلِ روانِ زمزم و کوثر تھا بوترابؑ
قرآن کے شعور کا جوہر تھا بوترابؑ
نقطے سے "با" کے اسم کی تفسیر مل گئی
تخلیقِ کائنات کی تعبیر مل گئی

چشمِ نبیؐ میں تارِ شعاعِ نظر علیؑ
پیغمبری کے تاج میں لعل و گہر علیؑ
شہرِ علومِ ختمِ رسالت کا در علیؑ
ہر گام تھا رسولؐ کا سینہ سپر علیؑ
ہر جنگ میں جلالِ رسالت وصی میں تھا
سایہ نہ تھا کہ سایہ مجسم علیؑ میں تھا

حضرت علیؑ کا قول :- میں وہ نقطہ ہوں جو بائے بسم اللہ کے نیچے دیا جاتا ہے

پاکیزگیٔ نفس کی تصویر فاطمہؑ
یعنی مرادِ آیۂ تطہیر فاطمہؑ
کون و مکاں کے ماتھے کی تحریر فاطمہؑ
سلطانِؑ کائنات کی تقدیر فاطمہؑ
جس کے مکاں کی سمت حرم دیکھتا رہا
قرآن جس کے نقشِ قدم دیکھتا رہا

جس کی رگوں میں خونِ خدیجہؑ رواں دواں
جس کی نگاہ کاشفِ انوارِ لامکاں
جس پر تھے رازِ مخفیٔ فطرت عیاں عیاں
جس کا وجود نازشِ سلطانِؑ دوجہاں
اس سے شرف تھا خانۂ دلدلؑ سوار کو
دیتی تھی آب جس کی نظر ذوالفقار کو

اللہ نے دیا تھا یہ اعزاز کا مقام
آتی تھی جب بھی بزمِ نبیؐ میں پئے سلام
اُٹھتے تھے خود رسولؐ کہ واجب تھا احترام
تسبیحِ اہلِ بیت میں تھی صورتِ امام
تسلیم میں ادائے رسالتؐ پناہ تھی
چشمِ پیمبری کی شعاعِ نگاہ تھی

ایمانِ کل کے ساتھ تھا ایمانِ فاطمہؑ
رحلِ نظر پہ کھلتا تھا قرآنِ فاطمہؑ
فرمان تھا رسولؐ کا فرمانِ فاطمہؑ
اللہ کی کتاب تھا دامانِ فاطمہؑ
آنچل تھا بنتِ خسروِ افلاک و خاک کا
جس میں ٹکا ہوا تھا بادلہ آیات پاک کا

نورِ سحر سپیدئی دندانِ فاطمہؑ
گیسوئے لیل گیسوئے پیچانِ فاطمہؑ
روشنگرِ قمر رُخِ تابانِ فاطمہؑ
تازہ شگفتِ گل لبِ خندانِ فاطمہؑ
فخرِ زمانہ باپ رسولِ صلعم انام تھا
جس کے پسر امام تھے شوہر امام تھا

زہراؑ وقارِ مریمؑ و حوّاؑ و ہاجراؑ
آرامِ قلب و جانِ شہنشاہِ صلعم دو سرا
زہرا رفیق و ہمدم و ہمرازِ مرتضیٰؑ
امّ الحسینؑ و زینبؑ و کلثومؑ و مجتبیٰؑ
جس کے مکان سے پھوٹی عبادت کی روشنی
پھیلی ہے جس کے در سے شہادت کی روشنی

وہ صبر کا جمال تشکر کا بانکپن
ہاتھوں میں ٹھینٹھ چکّی سے محنت سے ضعفِ تن
تسبیحِ رب زباں پہ محبت میں دل مگن
جبریل لے کے آئے تھے بیٹوں کا پیرہن
سر پر ردائے آیۂ تطہیر ڈال کے
حق پر نثار کر دیا بیٹوں کو پال کے

ثابت قدم رہی جو ہر اک امتحان میں
صادق قرار و قول میں صادق بیان میں
لطفِ حدیث ملتا ہے جس کی زبان میں
دیکھو پدر کی شان کو بیٹی کی شان میں
نعمت کے خوان آتے تھے جنت کی راہ سے
لو دل کی لگ گئی تھی چراغِ الٰہ سے

تصویرِ حسنِ خلقِ پیمبرؐ حسنؑ میں دیکھ
خوشبو نبیؐ کی پیکرِ گل پیرہن میں دیکھ
طرزِ بیاں رسولؐ کا طرزِ سخن میں دیکھ
محبوبؐ کبریا کی ادا ہر چلن میں دیکھ
کردار میں شبیہ رسالت مآب تھا
یہ دھوپ تھا رسولِؐ زمن آفتاب تھا

پوشاک سبز سبز ردائے نبی کا رنگ
جود و سخا میں رحمۃ للعالمین کا ڈھنگ
دل کی بڑائی وسعتِ کون و مکاں بھی تنگ
تھی صلح جس کی اصل میں کرب و بلا کی جنگ
اسلام کے مفاد میں شبرؑ نے صلح کی
جیسے حدیبیہ میں پیمبرؐ نے صلح کی

قندیلِ بزمِ رشد و ہدایت تھا مجتبیٰؑ
تابانیٔ چراغِ امامت تھا مجتبیٰؑ
فانوسِ شمعِ نورِ رسالت تھا مجتبیٰؑ
آئینۂ جمالِ حقیقت تھا مجتبیٰؑ
ہو دیکھنا تو دیکھ لو سیرت رسولؐ کی
پہچانتے ہیں پھول کو خوشبو سے پھول کی

فانوس کا نکھار بھری انجمن میں دیکھ
گل کی بہار زلفِ نگارِ چمن میں دیکھ
نورِ رسولؐ نورِ امامِ زمن میں دیکھ
خورشید آبِ ساغرِ چشمِ حسنؑ میں دیکھ
تھا عکسِ چشمِ مالکِ کوثر ایاغ پر
پرتو پڑے چراغ کا جیسے چراغ پر

دامن سے جس کے دور خطا تھی گناہ تھا
معصومیت کا جس کی پیمبر گواہ تھا
جو خاک پر ضیائے چراغِ الٰہ تھا
اُستادِ جبرئیل کا نورِ نگاہ تھا
اٹھّے قدم تو جادۂ عرفان کھل گیا
جب لب کھُلے تو رحل پہ قرآن کھل گیا

سلطانؑ مغربین و شہنشاہِ مشرقین
مشکل کشائے دینِ پیمبر کا نورِ عین
خنکیٔ چشم قوتِ دل، فاطمہؑ کا چین
آئینہ دارِ نورِ رسولِؐ زمن حسینؑ
وہ حسن تھا جمال میں کمتر تھا ماہ بھی
ٹھیری تھی جس پہ دیدۂ حق کی نگاہ بھی

جو خاتم نبیؐ کا نگینہ ہے وہ حسینؑ
جو دولتِ رئیسِ مدینہ ہے وہ حسینؑ
دینِ رسولؐ کا جو سفینہ ہے وہ حسینؑ
تسلیم و صبر کا جو خزینہ ہے وہ حسینؑ
یہ ہے شرف دماغ کا سر آسماں پہ ہے
قرآن بولتا ہوا نوکِ سناں پہ ہے

جو کشتیٔ حیات کا لنگر ہے وہ حسینؑ
جو علم کائنات کا دفتر ہے وہ حسینؑ
جو حاملِ رموزِ پیمبرؐ ہے وہ حسینؑ
جو مصطفےؐ کا نقشِ مکرر ہے وہ حسینؑ
جلوہ نبیؐ کا خامسِ آلِ عبا میں ہے
جو نور بدر میں تھا وہی کربلا میں ہے

حسنِ یقیں جمالِ وفا جذبِ بندگی
فانوسِ علم و دانش و حکمت کی روشنی
قرآن کا شعور معانی کی آگہی
قانونِ ساز مجلسِ تہذیبِ آدمی
جو تیسرے فلک پہ امامت کا ماہ ہے
جس پر تمام قوموں کی اب تک نگاہ ہے

مجبور بھی غریب بھی بیکس بھی شاہ بھی
محتاج و تشنہ کام بھی معجز نگاہ بھی
صبر و ثبات و شکر بھی آنسو بھی آہ بھی
بے شیر جس میں لڑتے ہیں ایسی سپاہ بھی
اضداد سب بہم ہوئے سرورؑ کی ذات میں
سایہ اگر نہ ہو تو نبیؐ ہے صفات میں

سینے میں نورِ حق بھی محمدؐ کا نور بھی
موسیٰؑ بھی شاخِ نخل بھی جلوہ بھی طور بھی
تلوار بھی لڑائی بھی زخموں سے چور بھی
دُنیا کے ساتھ ساتھ بھی دُنیا سے دور بھی
تسنیمِ فضل و دجلۂ جود و سخا حسینؑ
ہم سیرتِ پیمبرؐ ارض و سما حسینؑ

جو حاملِ متاعِ امامت ہے وہ حسینؑ
جو میرِ کاروانِ شریعت ہے وہ حسینؑ
جو آشنائے سرِّ حقیقت ہے وہ حسینؑ
جو آبروئے خونِ شہادت ہے وہ حسینؑ
وہ کربلا میں عکسِ رسولِؐ انام تھا
معصوم تھا امام تھا ابنِ امام تھا

تنویرِ مہر، خانۂ زہراؑ پہ چھا گئی
ہر شمع لو ضیائے رسالت کی پا گئی
قدرت بیان کی لبِ زینبؑ میں آ گئی
بھائی کے ساتھ بہن کربلا گئی
صبر و رضا میں باپ کی تصویر بن گئی
عاشور کو فدائی شبیرؑ بن گئی

ہر نجم کہکشانِ نبی ماہ ہو گیا
پرتو پڑا تو قاسمِؑ نوشاہ ہو گیا
صورت ملی تو اکبرِؑ ذیجاہ ہو گیا
شانے کٹے تو فخرِ ید اللہ ہو گیا
ذرے میں مہر سمٹا تو الماس بن گیا
دریا میں عکس ابھرا تو عباسؑ بن گیا

چھائی ہوئی ہے جس کی ضیا عرض و طول پر
ثابت قدم رہا جو صراطِ اصول پر
یوں پیکرِ لطیف تھا دوشِ رسولؐ پر
خوشبو کا کوئی وزن نہ ہو جیسے پھول پر
عالم مباہلہ میں نصاریٰ کے ڈر گئے
شکلِ حسینؑ دیکھی تو چہرے اتر گئے

مشکلکشا حسینؑ و حسنؑ زینبؑ و بتولؑ
ان آئینوں میں دیکھ جمالِ رخِ رسولؐ
وہ محور و مدار وہ مرکز وہ عرض و طول
قائم کیئے حیات کے اللہ نے اصول
شمس و نجوم لوح و قلم بحر و بر بنے
وہ بن گیا تو شکل پہ اس کی بشر بنے

آنے لگیں ظہور میں اللہ کی صفات
پیدا ہوا شعور چھڑا بربطِ حیات
کھینچیں قلم نے لوح پہ اشکالِ ممکنات
تخلیق کر دی ضربِ عناصر نے کائنات
آوازِ سازِ نغمۂ کُن گونجنے لگی
تسبیح کردگار کی دُھن گونجنے لگی

حوروں نے آنکھ کھولی مَلک جاگنے لگے
دھرتی کے نین مل کے پلک جاگنے لگے
گل کی مہک سے خار تلک جاگنے لگے
انگڑائی لی دھنک نے فلک جاگنے لگے
دوڑی حیات ارض و سما جھومنے لگے
سورج کے گرد بارہ قمر گھومنے لگے

پھلنے لگا رسولؐ کے اوصاف کا چمن
ایثار تھا حسینؑ تو احسان تھا حسنؑ
دانش تھی بوترابؑ کے چہرے کا بانکپن
پہنے ہوئے تھی فاطمہؑ رحمت کا پیرہن
قرآنِ پاک مل گیا اسلام مل گیا
ہر وصف کو رسولؐ کے اک نام مل گیا

حیدرؑ جلالِ خسروی و صفدری کا نام
زہراؑ حیا و عصمتِ پیغمبری کا نام
شبرؑ تھا حق پناہی و دین پروری کا نام
شبیرؑ کائنات کی چارہ گری کا نام
زین العباؑ نبیؐ کی عبادت کا نام ہے
باقرؑ متاعِ علم امامت کا نام ہے

صدق و صفا کو جعفرؑ صادق کہا گیا
کاظمؑ نبیؐ کے حلم و تحمل کا نام تھا
وصفِ رضا کو نام امام رضاؑ ملا
نام تقی ہے نام پیمبرؐ کے زہد کا
پیکر ملا تو وصفِ طہارت نقیؑ ہوا
عزم و عمل کا نام حسنؑ عسکری ہوا

مہدیؑ رسولِؐ پاک کی سطوت کا نام ہے
گلدستۂ صفاتِ امامت کا نام ہے
اصلاح و رہبری و ہدایت کا نام ہے
فضل و کرم کا بخشش و رحمت کا نام ہے
ضو اس کے رخ کی تابشِ دُرِ نجف میں دیکھ
بدرالدجیٰ کے حُسن کو برجِ شرف میں دیکھ

بزمِ نبیؐ کی لوح پہ تصویر بن گئی
نقطے سے خط، خطوط سے تحریر بن گئی
قرآن کے نکات کی تفسیر بن گئی
گویا کہ کائنات کی تقدیر بن گئی
آدمؑ کے سر کو تاجِ خلافت عطا ہوا
فتنہ اُٹھا کہ آگ کا پتلا خفا ہوا

گونجی سرِ بہشت جو انکار کی صدا
مانند برق قہرِ الٰہی لپک اٹھا
تھرا گئی زمین فلک کانپنے لگا
تسبیح بھولنے لگے ڈر سے ملائکہ
آئی ندا کہ بزم سے اس کو نکال دو
لعنت کا طوق گردنِ منکر میں ڈال دو

ابلیس کا خدا کو تکبر تھا ناگوار
تھوڑا سا علم اس پہ تفاخر تھا ناگوار
اس کی دلیل اس کا تصور تھا ناگوار
فضلِ ابوالبشرؑ پہ تحیّر تھا ناگوار
مغرور تھا علیم کو پہچانتا نہ تھا
جو جانتا تھا رب وہ کوئی جانتا نہ تھا

اک پیکرِ لطیف تھا علمِ الٰہ میں
محبوبؐ کا جمال تھا حق کی نگاہ میں
سمٹی ہوئی تھی چاندنی آغوشِ ماہ میں
اللہ کا حبیبؐ تھا آرام گاہ میں
جبریلؑ تھے امینِ خدا جانتے نہ تھے
وہ وقت تھا حبیبؐ کو پہچانتے نہ تھے

اللہ ہی راز دار تھا اللہ ہی آشنا
اللہ ہی دیکھتا تھا محبت کا آئینا
اللہ ہی محوِ دیدِ جمالِ حبیبؐ تھا
اللہ ہی اس کی سنتا تھا تسبیحِ بے صدا
وہ وقتِ بے زماں نہ کوئی لے نہ ساز تھا
اللہ تھا حبیبؐ تھا راز و نیاز تھا

وہ پیکرِ جمال وہ انداز دل نشیں
وہ سروِ حسن آگہی وہ قامت الیقیں
وہ بوسہ گاہِ کبریا محبوبؐ کی جبیں
وہ حسن اشتیاق وہ نظارہ حسیں
ممکن کا نور سرحدِ واجب سے دور تھا
لیکن اسی چراغ میں خالق کا نور تھا

مخفی تھا نورِ مصطفےٰؐ آدم کے نور میں
صہبائے سوزِ عشق تھی جامِ بلور میں
ابلیس دھوکہ کھا گیا اپنے غرور میں
کوتاہ تھی نگاہ کمی تھی شعور میں
ورنہ تلاش کرتا کہ آدمؑ میں کون ہے
در پردہ مشتِ خاکِ مجسم میں کون ہے

آدمؑ کو علم نامِ حبیبؐ خدا ملا
رحمت سے جس کی اوج ملا مرتبہ ملا
روشن ہوئی نگاہ دماغِ رسا ملا
ابلیس سے یہ پوچھے کوئی اس کو کیا ملا
انکارِ سجدہ کر کے وہ مردود ہو گیا
آدمؑ مگر خلیفۂ معبود ہو گیا

آباد آدمی سے ہوا کلبۂ زمیں
موجود تھا مکان تو آنے لگے مکیں
سمٹا اندھیرا پھیل گئی تابشِ یقیں
جھکنے لگی حضورِ خدا گردن و جبیں
نم پا کے تخم پھوٹے چمن جھومنے لگے
پرچم کھلے علوم کے فن جھومنے لگے

ابلیس گو فرشتوں کی صف سے نکل گیا
لیکن نہ سر سے شر نہ فساد و خلل گیا
مردودِ بارگاہِ خدا کا نہ بَل گیا
آتش سے انتقام کی گمراہ جل گیا
ہابیلؑ قتل ہو گیا اندھیر ہو گیا
شیطان خون پی کے شکم سیر ہو گیا

برباد عمرِ آدمؑ ناشاد ہو گئی
اولادِ بو البشرؑ ستم ایجاد ہو گئی
خود آدمی کو عادتِ بیداد ہو گئی
پوری مرادِ خانماں برباد ہو گئی
آدمؑ کے سر پہ تاجِ شرف ناگوار تھا
ابلیس ہنس پڑا کہ یہ آغازِ کار تھا

طوفاں اٹھا قیامِ عدالت کے واسطے
گُل بن گئے شرار نصیحت کے واسطے
آیا کلیمؑ رشد و ہدایت کے واسطے
ایوبؑ روئے رسمِ محبت کے واسطے
دُنیا میں جور و جبر مگر عام ہو گیا
یوسفؑ کا حُسن مصر میں نیلام ہو گیا

تکذیبِ کفر و شرک و ضلالت کے واسطے
عیسٰیؑ صلیب تک گیا عبرت کے واسطے
نم تھا مگر فضا میں شرارت کے واسطے
ماحول تھا حبیبؐ کی بعثت کے واسطے
کعبے سے جھومتی ہوئی رنگین گھٹا چلی
جتنا تھا حبس اتنی ہی ٹھنڈی ہوا چلی

رم جھم ہوئی پھوار پڑی رت بدل گئی
جاگا چمن گلاب کی قندیل جل گئی
دامن بچا کے باغ سے ظلمت نکل گئی
تہذیبِ گلستاں نئے سانچے میں ڈھل گئی
چشمِ معانی و لبِ الفاظ کھل گئے
جاگی خرد شعور کے رخسار دھل گئے

رخسارۂ جمال کی تابش جدھر گئی
زینت ہوئی خیال کی دانش سنور گئی
زردشتیوں کے شوق کی آتش بکھر گئی
بارش ہوئی علوم کی کھیتی نکھر گئی
محنت کشانِ دہر کو محنت کا پھل ملا
رحمت کی تھی سبیل تو پیاسوں کو جل ملا

لَو سوزِ عشق کی دلِ آدمؑ سے مل گئی
راہِ عروج رہبرِ عالم سے مل گئی
کوثر کی لہر دامنِ زمزم سے مل گئی
مکے کی خاک عرشِ معظم سے مل گئی
معراج میں نقوشِ قدم عرش تک گئے
اک حد وہ آگئی جہاں جبریلؑ تھک گئے

دستِ خرد علوم کے دُر رولنے لگا
پرِ بستہ ذہن و فکر کے پر کھولنے لگا
اٹھی نظر تو چاند کا دل ڈولنے لگا
آواز دی تو سنگ و حجر بولنے لگا
انسان ہے تو اس کی فضیلت مَلک پہ ہے
دکھلا دیا بشر کی رسائی فلک پہ ہے

مجروح آدمی کو نئی زندگی ملی
بیمار تھا دماغ نئی آگہی ملی
فانوسِ کہنہ بدلے نئی روشنی ملی
قصرِ علوم و فن ملا بارہ دری ملی
عقل و خرد کو قوتِ پرواز مل گئی
قرآن کے سکوت کو آواز مل گئی

رف رف سوار اڑنے کو پر تولنے لگا
پرواز کی تو چرخ بھی دڑ رکھولنے لگا
سازِ نگارِ بزمِ سحر بولنے لگا
کیفِ شرابِ عشق سے سر ڈولنے لگا
گردش میں جامِ بادۂ اخلاق آگیا
فرشِ زمیں پہ ساقیٔ آفاق آگیا

رندو اٹھو کہ ساغرِ ہوش و خرد ہیں
بے خوفِ محتسب ہیں بے قیدِ حد ہیں
محلولِ وجد آورِ عشقِ احد ہیں
مشروبِ جامِ دیدۂ حی و صمد ہیں
وہ زندگی ملے جو فنا سے بعید ہو
ہر رات شب برات ہو ہر روز عید ہو

وحدت کی ہے شراب شب و روز پیجئے
یہ ہوش آفریں مئے دلسوز پیجئے
جامِ صراحیٔ یقین افروز پیجئے
صہبائے دوش و بادۂ امروز پیجئے
مشروبِ خانۂ زادِ پیمبرؐ ہے پیجئے
یہ پھول کائنات کا جوہر ہے پیجئے

یہ ساغرِ شرابِ عدالت ہے پیجئے
پیمانہ یقینِ رسالت ہے پیجئے
یہ جامِ اعتبارِ امامت ہے پیجئے
محلولِ اعتقادِ قیامت ہے پیجئے
سر جوش و تند و تیز ہے صہبا اصول کی
پرچھائیں جس میں تیر رہی ہے رسولؐ کی

جس میں نہیں خمار کی زحمت وہ مے پیو
جس میں نہیں حساب کی آفت وہ مے پیو
جس میں ہے کیف و رنگِ اخوت وہ مے پیو
جو ہے مدارِ مذہبِ فطرت وہ مے پیو
پی لو سبیلِ شوقِ مدارات کی شراب
کھینچی ہوئی جوینِ مساوات کی شراب

روشن دماغ فکرِ رسا چشمِ آگہی
تشکیک کے اندھیرے میں ایقاں کی روشنی
پگھلا کے جس میں گھول دیا سوزِ بندگی
جو موت کو حیات دے وہ جامِ زندگی
منبر پہ بول اٹھے تو حیدرؑ ہے یہ شراب
خنجر پہ دوڑ جائے تو سرور ہے یہ شراب

جس میں لطیف نکہتِ ایماں ہے وہ شراب
جو عکسِ حسنِ صورتِ یزداں ہے وہ شراب
جس پر مدارِ صحتِ انساں ہے وہ شراب
جو بزمِ عافیت میں چراغاں ہے وہ شراب
جس کا خمار گردنِ اوہام توڑ دے
وہ مئے جو رنگ و نسل کے اصنام توڑ دے

ایقان کا زلال رواداریوں کی مئے
ایثار کی شراب ملنساریوں کی مئے
شفقت کا آبِ آتشیں غمخواریوں کی مئے
دینداریوں کا پھول رضا کاریوں کی مئے
لغزش میں جس کے رند کی حق کا ثبات ہے
یہ مئے علاجِ دردِ دلِ کائنات ہے

اس مئے کا رند رندِ حقیقت شعار ہے
اس مئے کی موج موجِ نسیمِ بہار ہے
اس مئے کا رنگ رنگِ رخِ کردگار ہے
اس مئے کا نام رحمتِ پروردگار ہے
آدم کے سر پہ عز و شرف کی کلاہ ہے
یہ مئے شعورِ وسعتِ علمِ الٰہ ہے

خونِ رگِ حیات ہے یہ ساغرِ شراب
بُنیادِ کائنات ہے یہ ساغرِ شراب
حلّالِ مشکلات ہے یہ ساغرِ شراب
پیغمبرِ نجات ہے یہ ساغرِ شراب
یہ بادۂ لطیف خرد کا نکھار ہے
جس میں ازل کا ہوش ابد کا خمار ہے

آبِ جبینِ سرورِ لولاک کی کشید
ساقیٔ بادہ خانۂ افلاک کی کشید
احساس کی کشید ہے ادراک کی کشید
نکہت فشاں کھنکتی ہوئی خاک کی کشید
اس مئے کے رند گزرے ہر اک امتحان سے
قرآن ہے نوشت اسی زعفران سے

ہر صبح و شام آلِ پیمبرؐ میں پی گئی
ہجرت کی شب رسولؐ کے بستر میں پی گئی
طائف میں بدر و خندق و خیبر میں پی گئی
نزدِ فرات سایۂ خنجر میں پی گئی
جامِ جہاں نما میں نظر گھومنے لگی
اٹھ کر حیات رند کا منہ چومنے لگی

اس مئے کی کیفیت سے بدلنے لگا سماج
ٹوٹے رسومِ کہنہ شکستہ ہوئے رواج
جاگا ضمیر ہوش میں آنے لگا مزاج
پہنا شرف کا پھر بنی آدم نے سر پہ تاج
رازِ طلسم فطرتِ مستور مل گیا
ذرے کے دل میں کھویا ہوا نور مل گیا

کھولی خرد نے آنکھ نظر جاگنے لگی
شمعِ درِ علومِ بشر جاگنے لگی
سورج کی دھوپ جاگی سحر جاگنے لگی
خوابیدہ رہگزارِ قمر جاگنے لگی
موجِ ہوا پہ اُڑنے کا اذن اک ہو گیا
اعجاز کی نظر سے قمر چاک ہو گیا

عطرِ علوم و فن سے دبستاں مہک گئے
گیہوں اُگا گلاب کے غنچے چٹک گئے
پائے بشر زمین سے افلاک تک گئے
مخفی شرر سے خاک کے ذرے دمک گئے
در پردۂ سحاب تجلی تھی مل گئی
پانی میں جو چھپی ہوئی بجلی تھی مل گئی

اسرارِ کائنات کا عقدہ کشا ملا
علم و عمل کی راہ ملی رہنما ملا
قرآں ملا اصولِ نظامِ بقا ملا
انساں کو زندگی کا نیا فلسفہ ملا
مکتب کھلا نصاب بنا درسیات کا
تڑکا ہوا سحر کا اُٹھا پہرہ رات کا

ہر مکتبِ خیال ثقافت بدل گیا
دستورِ ملک و نظمِ حکومت بدل گیا
دولت بنی مقامِ امارت بدل گیا
معیارِ برتری و فضیلت بدل گیا
ہر امتیازِ رنگ و نسب کو مٹا دیا
قاسمؓ کا خون جونؓ کے خوں سے ملا دیا

باغوں کو سینچتا ہے شہنشاہؐ دوسرا
چلتا ہے بوجھ سر پہ لئے شاہؓ لافتیٰ
ریشم کو صاف کرتی ہے بنتِ شہِ ہدیٰ
مزدور کا بڑھا دیا واللہ مرتبہ
میزانِ عدل و نظمِ معیشت بدل دیا
طرزِ معاش و طرزِ تجارت بدل دیا

گُل کو سبد چراغ کو موسیٰؑ کا کف ملا
تابِ گہر کو دامنِ آبِ صدف ملا
عورت کو اوج مرد کو اپنا شرف ملا
دُرِّ حیا کو رشتۂ دُرِّ نجف ملا
صدقے میں فاطمہؑ کے سرافراز ہو گئی
حوّا کی بیٹی صاحبِ اعزاز ہو گئی

قرآن کی زبان سے لاتفسدُو سنو
محفوظ ہر فساد سے رکھو زمین کو
ارضِ خدا پہ امن کا سایہ دراز ہو
جینے کا حق ہے سب کو جیو اور جینے دو
شر کے خلاف حق کی طرف سے جہاد ہے
خود ربِّ عالمین عدوِّ فساد ہے

مانو رحیم ایک ہے رحمان ایک ہے
آدم کی نسل ایک ہے انسان ایک ہے
ہر آدمی میں جینے کا ارمان ایک ہے
رنگِ بشر میں فرق سہی جان ایک ہے
کمزور کے سروں پہ نہ چمکاؤ تیغ کو
برساؤ صرف ظلم پہ برساؤ تیغ کو

کشتِ بشر سے نخلِ شقاوت اکھاڑ دو
دامن سے گردِ بغض و عداوت کو جھاڑ دو
ارضِ خدا پہ پرچمِ اخلاق گاڑ دو
فتنہ اُٹھے تو فتنے کا چہرہ بگاڑ دو
باطل کو زک دو زینبؑ دل گیر کی طرح
حق کے لئے شہید ہو شبیرؑ کی طرح

میر سپاہِ بدر کا وہ عسکرانہ ڈھنگ
وہ رحمت و جلال کا مخلوط ایک رنگ
آتے ہوئے وہ تیر برستے ہوئے وہ سنگ
لیکن وہ پاسداریٔ قانونِ امن و جنگ
ترتیب فوج آئی پیمبرؐ کی جنگ سے
آدابِ رزم بن گئے حیدرؑ کی جنگ سے

وابستگی ہے شر کی ہوس کے وجود سے
لرزاں سماج ہوتا ہے زر کے جمود سے
آنسو ٹپکنے لگتے ہیں آنکھوں میں دُود سے
تہذیب کا زیاں یوں ہی ہوتا ہے سود سے
قارون بن کے دہر میں جینا حرام ہے
دولت کا ایک جا پہ ذخیرہ حرام ہے

عجز و نیاز و عشق کا وہ پیکرِ جمیل
اللہ کا حبیبؐ وہ انسان کا خلیل
اخلاق کا نقیب وہ انصاف کا وکیل
پتھر شکم پہ باندھ کے کونین کا کفیل
امت کو صبر و شکر کا خوگر بنا گیا
قرآن و اہلِ بیت کو رہبر بنا گیا

زہرہ بھی سجدہ ریز ہے وہ خانۂ جمیل
دربان جس کے در کے ہیں میکال و جبرئیل
وہ پاسبانِ کعبہ و نورِ دلِ خلیل
وہ رحمتِ تمام وہ پیغمبرِ جلیل
ہر شے پہ اس کو حقِ تصرف نصیب ہے
جو مُلک ہے خدا کا وہ مِلکِ حبیبؐ ہے

نظمی حضورِ شاہؐ نہ ڈر عرضِ حال میں
کیوں مبتلا ہے قلب ترا قیل و قال میں
بن کر تُو آج کہہ دے حضورِ جمال میں
"لا اپنا ہاتھ دے مرے دستِ سوال میں"
کر دے کرم کی بھیک سے دلشاد و بامراد
پلٹا نہیں ہے کوئی ترے در سے نامراد

مدیحِ خیر البشر

۱۳۹۵ ہجر

از ارادت گذار سید مہدی نظمی

۱۹۷۵ ء

نہ آسمان نہ یہ بسترِ زمیں ہوتا

اگر رسولؐ نہ ہوتے تو کچھ نہیں ہوتا

اسی نے جلوۂ وحدت دکھا دیا ورنہ

خدا کا نور حجابات میں مکیں ہوتا

گزری عدم کی رات ازل کی سحر ہوئی
تصویرِ حسنِ عالم ہو جلوہ گر ہوئی
بیدارِ مبتدا ہوا حاصل خبر ہوئی
ہشیار گھری نیند سے فکر و نظر ہوئی
زینت گھری بزم مناجات ہو گئی
پیدا نفی سے صورتِ اثبات ہو گئی

چہرہ نگارِ صبح کا شبنم سے دُھل گیا
رنگ و شمیم و نور کا بازار کھُل گیا
سوزِ یقین میں سوزِ غمِ عشق گھُل گیا
اشکِ وفا نظر کی ترازو میں تُل گیا
آنے لگیں صفاتِ الٰہی ظہور میں
چودہ چراغ جلنے لگے ایک نور میں

حمد و یقین و طاعت و تسلیم کے چراغ
عشق و وفا و شکر کی اقلیم کے چراغ
قرآں کے علوم و مفاہیم کے چراغ
آیاتِ کردگار کی تعلیم کے چراغ
تسبیح تارِ سازِ عمل چھیڑنے لگی
فطرت ربابِ کُن پہ غزل چھیڑنے لگی

کرسی و لوح و عرش و قلم کہ شجر و جناں
خورشید و ماہ و انجم و سیّار و کہکشاں
برقِ تپاں و موجِ ہوا ابر و آسماں
بحر و بر و جبال و بیاباں و بوستاں
چھیڑا کسی نے سازِ طرب، جاگنے لگے
انگڑائی لی حیات نے سب جاگنے لگے

خوابیدہ چشمِ غنچۂ تر جاگنے لگی
نرگس نے آنکھ کھولی نظر جاگنے لگی
سوئی ہوئی نسیمِ سحر جاگنے لگی
شبنم میں آب و تابِ گہر جاگنے لگی
بیدار فرشِ گل پہ نباتات ہو گئے
اشجارِ سبز محوِ مناجات ہو گئے

زرِ خواب گاہِ سنگ میں ہشیار ہو گیا
گوہر کفِ صدف میں خبردار ہو گیا
یاقوتِ شعلہ رنگ شرر بار ہو گیا
ہیرا حجر کی گود میں بیدار ہو گیا
تابشِ شعاعِ جوہرِ مطلق سے مل گئی
ضو پتھروں کو آئینۂ حق سے مل گئی

سبزے پہ دھوپ چمپئی رنگت کی چھا گئی
شبنم کے موتیوں کو کرن جگمگا گئی
گُل کی ادائے دلبری بلبل کو بھا گئی
دوشیزگی کو پھول کی انگڑائی آ گئی
رقاصۂ بہار نے چھیڑا فسوں کا ساز
بجنے لگا سلاسلِ اہلِ جنوں کا ساز

موجِ ہوا کے دوش پہ بادل رواں ہوئے
پردے سے کوہسار کے دریا عیاں ہوئے
خشکیدہ تخم پا کے نمی بوستاں ہوئے
زر چاٹ کر گلاب کے غنچے جواں ہوئے
شبنم نے برگ و گل کو دُرِ بے بہا دیئے
سورج نے تھال بھر کے جواہر لٹا دیئے

جاگے نشیمنوں میں پرندانِ خوش نوا
چھیڑنے لگا ترانۂ تسبیح کبریا
کوئل کی کوک نعرۂ یاہُو کی ہے صدا
بلبل نے جھوم جھوم کے صلِ علیٰ کہا
ہیں تتلیاں کہ جدولیں جیسے کتاب کی
دو پتیاں ہوا میں اُڑا دیں گلاب کی

ڈالی کا لوچ پھول کی خوشبو دھنک کا رنگ
ڈوبا ہوا شباب کی مستی میں انگ انگ
لہجے میں اک ترنم ساز رباب و چنگ
آواز میں لطیف کھنک جیسے جلترنگ
لالہ نگار حجلۂ عصمت بنی ہوئی
حوریں اٹھیں بہشت کی زینت بنی ہوئی

گونجی اذان کون و مکاں جاگنے لگے
لذت کشانِ خواب گراں جاگنے لگے
غلماں و قدسیانِ جناں جاگنے لگے
تسبیح مصطفےٰ سے جہاں جاگنے لگے
پیکر بشر کا خاک سے تیار ہو گیا
آدمؑ کا نور خواب سے بیدار ہو گیا

جنت کے پیکرانِ حسیں جاگنے لگے
اربابِ اعتبار و یقیں جاگنے لگے
انگشترِ وفا کے نگیں جاگنے لگے
رضوان و جبرئیل امیں جاگنے لگے
شیشے کے رخ کی گرد جلا آکے دھو گئی
بیدار چشمِ حیرت آئینہ ہو گئی

پردہ اُٹھا حبیبؐ کے رخ سے اٹھی نقاب
چہرہ فروغِ بادۂ کوثر سے آفتاب
ماتھے میں نورِ عصمتِ زہراؑ کی آب و تاب
سینے میں روشنی چراغ ابو ترابؑ
اللہ کی کتاب کا جزدان کھُل گیا
معصومیت کی رحل پہ قرآن کھُل گیا

تاجِ جبیں کو ہفت فلک چومنے لگے
نعلینِ پائے ناز مَلک چومنے لگے
انوار ایک ایک پلک چومنے لگے
آئینے عارضوں کی جھلک چومنے لگے
گیسوئے عروسِ حجلۂ شب چومنے لگی
سوسن چٹک کے پھول سے لب چومنے لگی

قطرے عرق کے ٹپکے دُرِ بے بہا بنے
ہر بوند سے گلاب کھِلے انبیاء بنے
گردِ ردا کو جھاڑ دیا اولیاء بنے
آنسو چراغ طاقِ حریم خدا بنے
محبوبؐ کا کمال و شرف دیکھنے لگا
پروردگار اپنی طرف دیکھنے لگا

جلوہ نما جمالِ رخِ زندگی ہوا
وا بابِ شہرِ علم و درِ آگہی ہوا
ظاہر نبیؐ کے نور سے نورِ وصی ہوا
تقسیم کارِ منصبِ پیغمبری ہوا
نوحؑ و خلیلؑ و موسیؑ و ہارونؑ بن گئے
پیدا ہوا امام تو مامون بن گئے

حوّا جبینِ فخرِ نساءؑ چومنے لگیں
جھک جھک کے کفشِ پائے رضا چومنے لگیں
عصمت کے آئینے کی ضیا چومنے لگیں
عکسِ جمالِ رب کی ادا چومنے لگیں
سجدے کئے مَلک نے بڑا مرتبہ ہوا
آدمؑ سفیرِ بادشہِ انبیا رہا

ہر جلوہ حسن منظرِ عینین ہو گیا
سامانِ زیب و زینتِ کونین ہو گیا
پیمانِ حسن و عشق کے مابین ہو گیا
دل معرفت کی آنچ سے بے چین ہو گیا
ابلیس کے بیان کی تکذیب ہو گئی
رونق فروزِ محفلِ تہذیب ہو گئی

آدم اُٹھا خلافتِ یزداں لئے ہوئے
پروانۂ فضیلتِ یزداں لئے ہوئے
دل میں چراغِ پرتوِ جاناں لئے ہوئے
آئینۂ شعورِ مسلماں لئے ہوئے
گونجا جرس کہ قافلۂ زندگی چلا
جنت سے خاکداں کی طرف آدمی چلا

چونکی زمین صبح کا بجنے لگا گجر
غنچے کھِلے مہکنے لگا دامنِ سحر
اترا جناں سے خاک پہ اورنگِ بوالبشرؑ
حوّا رفیق و ہمدم و ہم راز و ہم سفر
سنسان گرد و پیش سے دِل ہولنے لگا
لیکن انا کی آگ سے خوں کھولنے لگا

چشمِ شعور و فکر جہاں دیکھنے لگی
فطرت تمیزِ سود و زیاں دیکھنے لگی
مٹی کے آئینے میں جناں دیکھنے لگی
پانی میں زندگی کے نشاں دیکھنے لگی
تدبیر ہم سفر ہوئی دانش عصا بنی
تھاما خرد نے ہاتھ نظر رہنما بنی

گردش نے خونِ گرم کی جوشِ عمل دیا
ڈالا زمیں میں بیج تو مٹی نے پھل دیا
پتھر نے آگ نذر کی بدلی نے جَل دیا
دریا نے موتیوں کا خزانہ اُگل دیا
فطرت کی تربیت سے خرد کامراں ہوئی
لہرائے بادبان تو کشتی رواں ہوئی

چلنے لگا بشر کے تمدن کا کارواں
دیکھا نگاہِ غور سے بلبل کا آشیاں
خاشاک و برگ و بار کے بننے لگے مکاں
باتیں نگارِ فکر سے کرنے لگی زباں
نغموں نے قمریوں کے غزل خواں بنا دیا
جگنو نے آدمی کو چراغاں سکھا دیا

رکھنے لگا حجابِ نظر آدمی کی لاج
پوشاک ڈھونڈھنے لگی عریاں تنی کی لاج
پوشش کی جستجو میں چلی آگہی کی لاج
پتوں کو باندھنے لگی بے پردگی کی لاج
دستِ جنوں کے کھیل کا ساماں بھی بن گیا
دامن کے ساتھ گریباں بھی بن گیا

آواز کھنچ کے حرف کی صورت میں ڈھل گیا
قط رکھ دیا تو شاخ قلم سے بدل گئی
فکرِ سخن ہوئی تو طبیعت بہل گئی
شعر و شعور و شوق کی شوخی مچل گئی
کشتِ علوم پھلنے کا ساماں ہو گیا
ہر تجربہ کتاب کا عنوان ہو گیا

جلنے لگا چراغِ شبستانِ آگہی
بننے لگے ضوابط و آدابِ زندگی
آباد یوں ہیں پڑنے لگی رسمِ خسروی
سجنے لگا مدینۂ تہذیبِ آدمی
ہابیل اپنے خون میں گیتی ڈبو گیا
طوفانِ نوحؑ فرشِ تمدن کو دھو گیا

راہِ عمل زمیں سے فلک تک نکال دی
علمِ رمل کو صورتِ حسنِ کمال دی
نو دانش و خرد کی کواکب میں ڈھال دی
ادریسؑ نے کمند ستاروں پہ ڈال دی
وہ چوتھے آسماں پہ گیا راج کے لئے
ہموار راستہ ہوا معراج کے لئے

کھینچنے لگے تمدن و تہذیب کے حدود
سو تہلکوں میں صبرِ دلِ ہودؑ کی نمود
کردار اتنا سیدھا کہ جیسے خطِ عمود
وقفِ سلام لب تو جبیں مائلِ سجود
ہر شر پسند خوف سے مُنہ ڈھانپنے لگا
آواز کی کڑک سے جگر کانپنے لگا

صالحؑ و پیشوا و نبی رہبرِ حیات
فانوسِ شمعِ عشق و چراغِ رہِ نجات
آندھی میں شر کی جلتی ہوئی مشعلِ صفات
ثابت ہوا کہ ظلم کا انجام ہے ممات
یوں مبتلا عذاب میں بیدرد ہو گئے
چہرے کبھی سیاہ کبھی زرد ہو گئے

بوٹے شجر میں نئے پھوٹنے لگے
قیدِ ہوس سے ہوش و خرد چھوٹنے لگے
سب مشرکین سینہ و سر کوٹنے لگے
آذر کے بتکدے کے صنم ٹوٹنے لگے
قربانیٔ ذبیحؑ کا ہنگام آگیا
گردش میں جامِ بادۂ اسلام آگیا

بننے لگا عبادت و طاعت کا آستاں
اللہ کی زمین پر اللہ کا مکاں
شعلوں میں آدمی کے تحمل کا امتحاں
گویا درونِ پردۂ آتش ہے بوستاں
قربانیاں خلیلؑ کی مقبول ہو گئیں
چنگاریاں بھی کھلتے ہوئے پھول ہو گئیں

صدیقِ ذبیحؑ مرکزِ عرفان و آگہی
اسحاقؑ میرِ مجلسِ ارباب بندگی
یعقوبؑ و ہودؑ و شیثؑ حدی خوانِ زندگی
وحدت کی سمت بڑھنے لگی فکرِ آدمی
عشق و وفا کی آگ کا شعلہ مچل گیا
توحید کا چراغ سرِ طور جل گیا

ایوبؑ میرِ قافلۂ اہلِ اتقا
صبر و رضا کے جادۂ مشکل میں رہنما
اڑنے لگا صریرِ سلیمانؑ سرِ سما
تسخیر کر لی قوتِ ایجاد نے ہوا
تہذیب کی ترقی و بہبود کے لئے
لوہا پگھل گیا داودؑ کے لئے

موسیٰؑ پہ رفتہ رفتہ اترنے لگی کتاب
دینِ خدا کے درس کا بننے لگا نصاب
وہ برقِ طور و شمعِ حقیقت کی آب و تاب
گویا سوالِ دید کا آنے لگا جواب
آواز دوڑنے لگی موجِ ہوا کے ساتھ
ہونے لگیں کلیمؑ کی باتیں خدا کے ساتھ

دستِ وفا میں شمعِ تمنا لئے ہوئے
جلوہ فشانئ یدِ بیضا لئے ہوئے
عشقِ جمالِ ذات کا سودا لئے ہوئے
بے ہوشیوں میں ہوش کی دنیا لئے ہوئے
آیا ادب تو بزم سے ہر بے ادب گیا
تہذیب کی زمین میں قاروں دب گیا

لالہ رخِ حیات کے جلووں کی آب و تاب
گلزارِ آرزو میں چٹکنے لگے گلاب
یوسفؑ کا حسن عشقِ زلیخا کا اضطراب
کچھ اور کھنچ کے آگیا تہذیب پر شباب
قیمت عزیز مصرِ وفا کی چڑھا گیا
بازارِ حسن و عشق کی گرمی بڑھا گیا

جلنے لگا صلیب پہ تسلیم کا چراغ
روشن ہوا ضمیر منور ہوئے دماغ
رازِ درونِ غیب کا ملنے لگا سراغ
صہبائے آگہی کا چھلکنے لگا ایاغ
مخلوق دنگ رہ گئی اس آن بان پر
پھر آدمی زمیں سے گیا آسمان پر

دنیا کو مرسلین سجاتے ہوئے چلے
جلوہ گہہ حبیبؐ بناتے ہوئے چلے
ایقان کے چراغ جلاتے ہوئے چلے
تہذیب کے دیار بساتے ہوئے چلے
دیباچۂ حیات کی تکمیل ہو گئی
قرآن کا مقدمہ انجیل ہو گئی

کس کی زمیں ہے کس کا فلک کس کی کائنات
ہے کون نورِ اولِ تخلیقِ کائنات
فکر و شعور و ذہن میں چھبنے لگی یہ بات
ہے کون جو ہے میرِ جہاں خسروِ حیات
احساس نے کہا وہ حبیبؐ اللہ ہے
بولی حیات سارے زمانے کا شاہ ہے

شاہِ زمن زمین کی عزت بڑھائیے
کثرت میں جلوہ باریٔ وحدت دکھائیے
اللہ کے مکاں سے بتوں کو ہٹائیے
کعبہ پکارنے لگا تشریف لائیے
سلطانِ دین خسروِ آفاق آئیے
ہے کائنات آپ کی مشتاق آئیے

چھڑنے لگا ترانۂ تبریک و تہنیت
افلاک سے برسنے لگا نورِ معرفت
چلنے لگا جلوسِ شہِ امن و عافیت
لینے لگی زمینِ حرم پائے میمنت
دل آدمی کا عشق کی معراج پا گیا
جس کے لئے بنا تھا زمانہ وہ آ گیا

واللہ یہ حقیر زہیں خوش نصیب ہے
وہ آگیا جو صرف خدا کا عقیب ہے
دُنیا سے عرش عرش سے دُنیا قریب ہے
اللہ بھی وہیں ہے جہاں پر حبیبؐ ہے
توحید کی شراب کا گردش میں جام ہے
ساری فضا میں شورِ درود و سلام ہے

سلطانِ کائنات نے چالیس سال تک
پہونچا دیا صفاتِ بشر کو کمال تک
کڑیاں تمام جُڑ گئیں ماضی سے حال تک
بینائی دل سے آگئی چشمِ خیال تک
فطرت نے رخشِ فکر کو مہمیز کر دیا
کشتِ شعور و ذہن کو زرخیز کر دیا

عشق و یقین و ہوش و خرد علم و آگہی
جہد و عمل توکل و تسلیم و بندگی
توحید کے اصول کی پابند زندگی
وہ آدمی جو آخری معیارِ آدمی
قرآن کا شعور خدا کی لسان تھا
یہ آدمی تھا جس کا ازل میں بیان تھا

سر تا قدم جمالِ یقیں حسنِ اعتبار
جس کا خطِ کشیدۂ ابرو ہے ذوالفقار
قلب و نگاہ واقفِ اسرارِ روزگار
مجموعۂ مکارمِ اخلاق کردگار
نعمت تمام ہو گئی پیمانہ بھر گیا
وہ دین کے نصاب کی تکمیل کر گیا

ہر شخص راہِ فتنہ و شر چھوڑنے لگا
ٹوٹے ہوئے دلوں کو نبیؐ جوڑنے لگا
ہر بولہب کا دستِ جفا توڑنے لگا
فطرت کا رُخ ادب کی طرف موڑنے لگا
روشن ہوئے ضمیر حریمِ شعور سے
کھنچ کھنچ کے لوگ آنے لگے دُور دُور سے

ظلم و ستم کے سلسلے سب ٹوٹنے لگے
سارے رواج اہلِ عرب ٹوٹنے لگے
اصنامِ رنگ و نسل و نسب ٹوٹنے لگے
کلکِ نوشتِ شعر و ادب ٹوٹنے لگے
اہلِ سخن کو طرزِ بلاغت سکھا دیا
قرآن نے غرورِ فصاحت کو ڈھا دیا

تہذیب حریت کی ہلاکت کا طور تھا
اک بے حسی تھی کوئی تردد نہ غور تھا
اک سمت بے پناہ غریبی کا دور تھا
اک سمت اہل دولت و ثروت کا جور تھا
لات و منات بت نہیں حلقے جفا کے تھے
تشکیک کی گرفت میں بندے خدا کے تھے

مکے میں گونجنے لگی آوازِ انقلاب
آنے لگا تمدن و تہذیب پر شباب
اربابِ زر میں بڑھنے لگا خوف و اضطراب
ہلچل دماغ و ذہن میں سینوں میں پیچ و تاب تھا
ہیجان تھا اساسِ امارت بدل نہ جائے
ڈر تھا کہ کل نظامِ معیشت بدل نہ جائے

فرمایا مشرکین کی تعظیم ہے حرام
اصنام کی عبادت و تکریم ہے حرام
بندوں میں اونچ نیچ کی تقسیم ہے حرام
فرمایا انجمادِ زر و سیم ہے حرام
رفتارِ انقلاب سے دل ہولنے لگا
زر کے پجاریوں کا لہو کھولنے لگا

اسلام ردِ گردشِ حالات بن گیا
قرآن علم و فکر کی سوغات بن گیا
حق پر یقین یقینِ مکافات بن گیا
وحدت کا ساز سازِ مساوات بن گیا
احکامِ کردگار کی تعمیل ہو گئی
تہذیبِ ناتمام کی تکمیل ہو گئی

سوئے ہوئے حواس کو ہشیاریاں ملیں
غیرت ملی اناملی خودداریاں ملیں
صبر و وفا کے ساتھ رضاکاریاں ملیں
غفلت شعاریاں گئیں بیداریاں ملیں
جہدِ بقا سے آدمی غافل نہ ہو سکا
جاگا ہوا ضمیر دوبارہ نہ سو سکا

نسل و نسب کی رنگ کی تفریق کھو گئی
کشتیٔ ظلم، موجِ عدالت ڈبو گئی
محنت کا خون دامنِ دولت سے دھو گئی
تقسیم جنس و مال برابر سے ہو گئی
ہر حلقہ سلاسلِ دولت پگھل گیا
دل یوں غنی ہوا کہ زمانہ بدل گیا

نخلِ حیاتِ نوعِ بشر کو ثمر دیا
ظلمت کدوں کو نورِ چراغِ سحر دیا
کشکولِ ہر گدا کو توکّل سے بھر دیا
محنت کشوں کو صاحبِ اعزاز کر دیا
جہدِ بقا تھی محنتِ جمہور کی طرح
تھی زندگی رسولؐ کی مزدور کی طرح

یہ انقلاب اہلِ امارت کو کھل گیا
ہر بولہب شعارِ رسالت سے جل گیا
محنت نے شان پائی تو دولت کا بل گیا
جو موجبِ خلش تھا وہ کانٹا نکل گیا
دشمن نبیؐ کی شان کے بے آبرو بنے
جس کو امین کہتے تھے اس کے عدو بنے

ان کو بڑا گھمنڈ تھا کثرت ہے ان کے ساتھ
تلوار اُن کے ساتھ ہے طاقت ہے ان کے ساتھ
صدیوں پرانی رسم جہالت ہے ان کے ساتھ
پتھر سبھی بتوں کی حمایت ہے ان کے ساتھ
سازش کے جال مکر کے ڈوروں سے بُن لئے
اتنا بڑھا غرور کہ قاتل بھی چُن لئے

لیکن بنائے خلقتِ آدم تھی اس کی ذات
سلطانِ مہر و ماہ تھا مختارِ کائنات
طاعت گزار صبح تھی خدمت گزار رات
تھی زیرِ حکم موت تو زیرِ نگیں حیات
وہ موجبِ ظہورِ صفات الٰہ تھا
سمجھا تھا جس کو ایک وہ عالم پناہ تھا

اُس کے لئے سبھی تھی زمانے کی انجمن
صنعت گرِ ازل نے بنایا تھا یہ چمن
اس کے لئے وجود میں آئے تھے علم و فن
دوشیزۂ حیات کو بخشا تھا بانکپن
کب جانتے تھے دستِ اجل اس سے دور ہے
سایہ نہیں تو پیکرِ حنا کی بھی نور ہے

ہر دشمنِ رسولؐ خجالت سے مر گیا
وہ نور تھا نگاہ کی صورت گزر گیا
اعدائے انقلاب کا چہرہ اُتر گیا
ڈھونڈھا کئے کہ صاحبِ قرآں کدھر گیا
خلقت کی سازگاریٔ تقدیر کے لئے
ہجرت تھی انقلاب کی تعمیر کے لئے

وہ انقلاب جس نے تصور بدل دیا
وہ انقلاب جس نے خروشِ عمل دیا
وہ انقلاب جس نے مشقت کا پھل دیا
وہ انقلاب جس نے مسائل کا حل دیا
ٹوٹے صنم نظامِ معیشت بدل گیا
جاگیرداریوں کا جنازہ نکل گیا

جو آ گیا حقیقتیں پہچان کے گیا
اندیشہ و تردد و غم ذہن سے گیا
نسلِ بشر کو نعمتِ اخلاق دے گیا
یہ انقلاب جسم کو تا عرش لے گیا
آدمؑ کے منتہائے شرف کا ظہور تھا
یہ انقلاب رفعتِ ذہن و شعور تھا

یہ آخری رسول تھا یہ آخری پیام
ہے جسم اور روح کا یہ منضبط نظام
دُنیا و دیں کا حُسنِ توازن سے انتظام
ہر دور کے نبی کی یاضنت ہوئی تمام
اب آدمی عروج کی اس حد پہ آگیا
گلزارِ کائنات کی ہر شے پہ چھا گیا

سجدہ کیا تھا جس کو مَلک نے وہ آدمی
اب پورا اس کو علم ہوا پوری آگہی
اب اس کے دل میں آئی حقیقت کی روشنی
اب خاک اور نور سے وابستگی ہوئی
مشکل تھا بلکہ کام جو آسان ہو گیا
اب تک جو آدمی تھا وہ انسان ہو گیا

•

اب آدمی کو اپنے شرف کی خبر ملی
اب رہروانِ شب کو نوید سحر ملی
اب آگہی کو قوتِ پروازِ پر ملی
اب عقل کو نگاہ خرد کو نظر ملی
اب علم موجِ خونِ رگِ دل میں گھل گیا
رحلِ خرد پہ مصحفِ تخلیق کھل گیا

عرصہ گہہِ حیات میں جتنے نبی بنے
ان کا یہ کام تھا کہ بشر آدمی بنے
قلبِ طپیدہ مرکزِ خود آگہی بنے
ذوقِ نیاز جزوِ سرشتِ خودی بنے
صحرا نورد و خاک نشیں مجلسی بنا
کتنی ریاضتوں سے بشر آدمی بنا

اب سوچ اس ریاضتِ خیر الانامؐ کو
پورا کیا ہے جس نے رسولوں کے کام کو
پوشاک دے کے عقل کی جذبات عام کو
بدلا سلامتی کی دعا سے سلام کو
دستورِ شہرِ آگہی قرآن بن گیا
تیرہ برس میں آدمی انسان بن گیا

اب چاک چاک ہونے لگی چادرِ ظُلام
آنے لگے فلک سے مَلک صورتِ غلام
اب صوتِ حرفِ نور میں ڈھلنے لگا کلام
واجب بھی بھیجنے لگا ممکن پہ اب سلام
حدِ شعور و سرحدِ ادراک مل گئی
کرسی خاک و مسندِ افلاک مل گئی

اب رازہائے غیب کی ملنے لگی خبر
اب عرش کے حجاب کو چھونے لگی نظر
اب گلشنِ بہشت سے آنے لگے ثمر
اب گردنِ نیاز جھکانے لگے شجر
عقدہ کشا کے روبرو لب کھولنے لگے
پتھر بھی اب زباں کی طرح بولنے لگے

وہ خود شناس آنکھ وہ معجز نما نظر
ہونے لگا نگاہ سے شق سینۂ قمر
دیکھی زمیں نے رجعتِ خورشید چرخ پر
یعنی خدائی بھر میں ہے انساں کا اثر
بے سایہ تن پہ دھوپ میں سایہ کئے ہوئے
بادل چلا تو چترِ فضیلت لئے ہوئے

کوثر ملا تو سیرتِ اطہار مل گئی
جنت ملی تو عصمتِ کردار مل گئی
رف رف ملا تو سرعتِ رفتار مل گئی
قرآن ملا تو وسعتِ افکار مل گئی
یثرب ملا تو نازشِ قوسین بن گیا
کعبہ ملا تو قبلۂ کونین بن گیا

عظمت ملی تو عظمتِ کلُ مرسلیں بنا
عزت ملی تو عزتِ دُنیا و دیں بنا
رفعت ملی تو رفعتِ عرش بریں بنا
رحمت ملی تو رحمتہ للعالمین بنا
واجب کی پردہ گاہ تک اس کے قدم گئے
کیا جانے کس مقام پہ جبریل تھم گئے

دادا ملا تو قلبِ خلیلؑ خدا کا چین
نانا ملا تو بانیٔ کعبہ کا نورِ عین
بھائی ملا تو خسروِ دیں شاہِ مشرقین
بیٹے ملے تو ایک حسنؑ دوسرا حسینؑ
زوجہ ملی خدیجۂ کبریؑ کہیں جسے
دختر ملی کہ فاطمۂ زہرا کہیں جسے

بازو ملا تو شاخِ گُلِ لالہ زار سا
زانو ملا تو زانوئے رفرف سوار سا
گیسو ملا تو رنگ میں ابرِ بہار سا
ابرو ملا تو کھنچتی ہوئی ذوالفقار سا
عارض ملا تو رنگِ حنا گرد ہو گیا
صورت ملی تو چاند کا منہ زرد ہو گیا

عصمت ملی رسولِ زمین و زماں بنا
حکمت ملی پیمبرِ کون و مکاں بنا
قربت ملی حبیبِ خدائے جہاں بنا
حرمت ملی تو نام بھی جزوِ اذاں بنا
دے کر شمیم جاوداں یثرب کے پھول کو
رب نے کثیر کر دیا ذکرِ رسولؐ کو

دولت ملی شناورِ جوئے سخا بنا
حشمت ملی شہنشہِ خیر الوریٰ بنا
امت ملی شفاعتِ روزِ جزا بنا
عشرت ملی شہادتِ کرب و بلا بنا
اس نے زمانے بھر کو تمدن سکھا دیا
اللہ کی زمیں کو مدینہ بنا دیا

خلقت کا جو بھی راز ہے وہ آشکار تھا
مختار تھا وہ صاحبِ ہر اختیار تھا
اس کا ہر اک شعار خدا کا شعار تھا
کہتے ہیں جس کو معجزہ وہ اقتدار تھا
حیرت نہ کر یہ شان ہے شاہِ انام کی
ہے ساری کائنات محمدؐ کے نام کی

اجزائے آب و نار و گِل و باد صاحبو
اس کے سبب ہے عالمِ ایجاد صاحبو
وہ خلقتِ جہاں کی ہے بنیاد صاحبو
ہر چیز میں ہیں نام کے اعداد صاحبو
تاثیر نورِ مصطفےٰؐ دائم ہے دوستو
دنیا اسی کے نام سے قائم ہے دوستو

موجِ نسیم اُس کے تنفس کا نام ہے
پوشاکِ گُل لباسِ تقدس کا نام ہے
خورشید اس کی چشمِ تجسس کا نام ہے
عرفانِ غیب اُس کے تفرس کا نام ہے
اُس کی تجلیاں ہیں زمانہ کہیں جسے
یہ اُس کی سیرگاہ ہے دُنیا کہیں جسے

لب کی شگفتگی لبِ لالہ میں دیکھئے
آنکھوں کا حسن نرگسِ شہلا میں دیکھئے
نورِ جبیں جبینِ ثریا میں دیکھئے
بازو کی مچھلیاں یمِ دریا میں دیکھئے
جلوہ فشانیٔ رخِ انور ہے کائنات
سایہ نہ ڈھونڈھ سایۂ پیکر ہے کائنات

چادر کا رنگ سبزہ صحرا میں دیکھئے
تکمہ قبا کا غنچۂ لالہ میں دیکھئے
دامن کی موج دامنِ دریا میں دیکھئے
دنیا کا نقش گفشِ کفِ پا میں دیکھئے
ابرو کا خم جمالِ ہلالِ فلک میں ہے
معصومیت کا ہلکا سا پرتو ملک میں ہے

سدرہ مقامِ اوجِ رسالت کا نام ہے
کرسی نشست گاہِ نبوت کا نام ہے
کوثر نگاہِ لطف و عنایت کا نام ہے
فردوس اس کے دامنِ رحمت کا نام ہے
وہ ہے تو کائنات ہے موجِ حیات ہے
چہرے میں نورِ صبح ہے زلفوں میں رات ہے

ہے کافِ کُن کا خط، خطِ ابروئے پُرشکن
ہے نونِ کُن کہ دیدۂ بینا ہے ضوفگن
مردم کہ جیسے نون کے نقطے کا بانکپن
اک لفظِ کُن سے سج گئی دُنیا کی انجمن
خالق نے ایک، ایک نے عالم بنا دیا
مٹی کو گل، نسیم کو شبنم بنا دیا

اس کا کمال اس کی فضیلت تو دیکھئے
ہر شے پہ اختیار ہے قدرت تو دیکھئے
زیرِ قدم ہے عرش بھی رفعت تو دیکھئے
قابو میں کائنات ہے طاقت تو دیکھئے
رحمت ہے عالموں کے لئے وہ بھی اس طرح
خود ربِ عالمین ہے رحمان جس طرح

وہ رحمتِ تمام تھا پیکر ہیں نور کے
ہر سمت اب مدینے میں جلوے تھے طور کے
تاباں تھے ذرے جیسے کہ ریزے بلور تھے
کافور ہو رہے تھے اندھیرے شعور کے
قرآن کھلا کہ رات جہالت کی ڈھل گئی
بابِ دیارِ علم کی قندیل جل گئی

وہ خورد بیں نظر وہ اشارے شعور کے
آنکھوں کے پاس آ گئے نظارے دور کے
مردم کو چومنے لگے سیارے نور کے
سرِ نہاں کو مل گئے دھارے ظہور کے
حرفِ بیاں زبانِ قلم چومنے لگا
حکمت ملی تو ذوقِ رقم جھومنے لگا

احساسِ حق نے توڑ دیا سازِ تمکنت
خوابِ گراں سے کھُل گئی چشمِ عبودیت
دیکھی خرد کی آنکھ نے اب حدِ معرفت
جائے نماز بن گئی مومن کی سلطنت
قرآں کے علوم و ماغوں میں گھُل گئے
تحقیق اور تلاش کے دروازے کھُل گئے

علمِ رجال و منطق و تاریخ و فلسفہ
اقلیدس و ریاضی و الجبر و کیمیا
جراحی و طبابت و قانونِ عدلیہ
سیارہ و بروج و کواکب کا جائزہ
امی لقب سے نصرت و امداد مل گئی
عقل و خرد کو قوتِ ایجاد مل گئی

اس نے حرام کر دیا ہر کینہ و عناد
اس نے حرام کر دیا ہر فتنہ و فساد
اس نے حرام کر دیا ہر شرک وارتداد
اس نے حرام کر دیا دولت کا انجماد
اس نے کہا کہ حق نہیں ظالم کو راج کا
اس نے کہا کہ سود زیاں ہے سماج کا

عورت کو خانہ زادِ تمنا بنا دیا
ادنیٰ اسی کنکری کو نگینہ بنا دیا
زوجہ کو شان دے کے خدیجہ بنا دیا
بیٹی ملی تو فاطمہ زہرا بنا دیا
جو دل میں چبھ رہی تھیں وہ پھانسیں نکل گئیں
دنیا کے ہر سماج کی قدریں بدل گئیں

تہذیب کو ضوابط و آداب مل گئے
قرآں کے حروف کو اعراب مل گئے
جو پیکرِ وفا تھے وہ احباب مل گئے
سلمانؓ اور بلالؓ سے اصحاب مل گئے
رنگ و نسب کا فرقِ تمیزی مٹا دیا
کالے لہو میں لال لہو کو ملا دیا

انصار اور غریب مہاجر کا اشتراک
جیسے کہ میزبان کا مہمان سے تپاک
جیسے کہ پالتی ہے شجر کو چمن کی خاک
جیسے قمر کو رکھتا ہے خورشید تابناک
آپس میں اشتراک کا نظارا دیکھئے
روزی و روزگار کا بٹوارا دیکھئے

اس نے گدا و شاہ کو ہمسر بنا دیا
آمر کو بھی عوام کی صف میں بٹھا دیا
محنت کشوں کو جذبۂ جہد بقا دیا
مزدور اور کسان کو پورا صلہ دیا
عاید ہوئی زکوٰۃ تو سرمایہ بٹ گیا
افراطِ زر کے کھیل کا پانسہ پلٹ گیا

جس نے پناہ لی اسے رسوا نہیں کیا
جزیہ اگر لیا تو برابر کا حق دیا
محنت پہ اہلِ زر کا اجارہ نہیں رہا
تھا بیتِ مال پہلا خزانہ عوام کا
مظلوم کے حقوق کو ظالم سے چھین کے
اس نے دیئے جلا دیئے دُنیا میں دین کے

تاریخ جبرِ گردشِ حالات ہی سہی
تہذیب قید و بندِ روایات ہی سہی
تقدیر دُردِ جامِ مکافات ہی سہی
مذہب خیالِ خام کی سوغات ہی سہی
جس پختگیٔ عقل کے چرچے ہیں دوستو
یہ کس کے در کی بھیک کے ٹکڑے ہیں دوستو

تاریخ والو سارے زمانے میں ڈھونڈھ لو
وہ کون ہے جو اس سے زیادہ خلیق ہو
دانش میں اس سے کون ہے بہتر بتاؤ تو
عزت اسی کے در سے ملی ہے فنون کو
عقل و خرد پہ علم کی صیقل کو دیکھئے
یہ آج جس کی دین ہے اس کل کو دیکھئے

ہر گھر کو اس نے علم کا دفتر بنا دیا
ذوقِ ہنر جگا کے ہنرور بنا دیا
عقل و خرد کو مصدرِ جوہر بنا دیا
قرآن نے کتاب کا خوگر بنا دیا
تعلیمِ عام دے کے کلام مجید کی
بنیاد رکھ دی اس نے علومِ جدید کی

اس نے کہا عوام کا حق بیش و کم نہ ہو
تبلیغِ دیں میں جبر و کرم ہو ستم نہ ہو
ظالم کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ ہو
لرزاں رہِ جہاد میں پائے زمم نہ ہو
محشر ہے ہر عمل کی مکافات کے لئے
ہوتا نہیں جہاد فتوحات کے لئے

اس نے کہا غرورِ امارت گناہ ہے
مجبورِ صارفوں سے تجارت گناہ ہے
اس نے کہا پڑوس سے غفلت گناہ ہے
جو وجہِ ظلم ہو وہ سیاست گناہ ہے
نظمیؔ یہی سبب ہے نبوت تمام ہے
اسلام دینِ فطرتِ آدم کا نام ہے

چہارشنبہ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۷۵ء

نعت رسولؐ

مری خودی کو خمِ خنجرِ جفا نہ ملا
مذاقِ مرگ ملا ذوقِ کربلا نہ ملا

مہدی نظمی

شاہدِ حسنِ واجب نگارِ شہود
تو ہے بانیٔ تسبیحِ ربِّ ودود
تو نے ڈالی ہے رسمِ رکوع و سجود
تو جمالِ خدا کا ثبوتِ وجود
تجھ پہ لاکھوں سلام تجھ پہ لاکھوں درود

یا حبیبؐ خدا یا رسولؐ السلام
تو ازل کی نمازِ سحر کا امام
ہے نبوت کا منصب ابد تک مدام
تیرے ہونٹوں کی باتیں خدا کا کلام
تجھ پہ لاکھوں سلام تجھ پہ لاکھوں درود

نقشِ حسنِ محبت ابھارا گیا
شانِ رحمت سے تجھ کو سنوارا گیا
تجھ پہ قرآنِ باری اتارا گیا
تجھ کو محبوبؐ خالق پکارا گیا
تجھ پہ لاکھوں سلام تجھ پہ لاکھوں درود

تجھ سے گلزار ہستی میں آئی بہار
تجھ سے سیکھا بشر نے وفا کا شعار
تو ہے انساں کے قلب و نظر کا مدار
تجھ سے بالا ہوا آدمی کا وقار
تجھ پہ لاکھوں سلام تجھ پہ لاکھوں درود

تو رسولِ زمن تو بشیرِ دوسرا
تو متاعِ جہاں تو حبیبِ خدا
تو ہے شمس الضحیٰ تو ہے بدر الدجیٰ
تجھ سا کوئی نہیں تو ہے خیر الوریٰ
تجھ پہ لاکھوں سلام تجھ پہ لاکھوں درود

ہیں زمین و فلک تیرے زیرِ نگیں
تو چراغِ حرم تو سراجِ یقیں
ہے بھکاری ترا نظمیؔ و لحزیں
تجھ سا سنسار میں کوئی داتا نہیں
تجھ پہ لاکھوں سلام تجھ پہ لاکھوں درود

اے سرورِ انام

سلطانِ انبیاء و شہنشاہ خاص و عام
محبوب کردگار ہے تو رحمتِ تمام
ہے سلسبیل تیری محبت کا ایک جام
کرتی ہے تیرا چشمِ مشیت بھی احترام

اے سرورِ انام

دامن کی موج موجِ کہ کوثر کہیں جسے
بندِ قبا کہ نقطۂ جوہر کہیں جسے
چادر کہ ابرِ رحمتِ داور کہیں جسے
عارض ہیں نورِ صبح، تو زلفِ سیاہ شام

اے سرورِ انام

سجدوں سے آپ ہی کے مقدس ہوا حرم
پہونچے قریبِ عرش بڑی آپ کے قدم
جنت ہے آپ ہی کا درِ بخشش و کرم
رضواں ہے آستانۂ سرکار کا غلام

اے سرورِ انام

تجھ سے ملا ہے جادۂ تہذیب آدمی
تجھ سے ہوئی بشر کے تمدن میں روشنی
تجھ سے ہوئی ہے دین کی تکمیل یا نبیؐ
تو پیکرِ کمال ہے تو رحمتِ دوام

اے سرورِ انامؐ

تو پردہ دارِ عرش کے جلووں کا آئینہ
تو اصطفا کی منزلِ آخر ہیں مصطفےٰ
تجھ پر ہوا تمام نبوت کا سلسلہ
پیغمبروں کا تجھ کو بنایا گیا امام

اے سرورِ انامؐ

تو آدمی کے ذہن میں لایا ہے انقلاب
تیرے کرم سے پلٹا ہے تہذیب پر شباب
اتری ہے تجھ پہ آخری اللہ کی کتاب
جاری خدا کا تیری زباں سے ہوا کلام

اے سرورِ انام

تیری صدا پہ کھنچ کے چلے آئے اہل دل
تجھ سے ہوئی ہے زینتِ دُنیائے آب و گِل
تیرے کرم کے دور بدو ہے ہر ستم خجل
دل جھوم جھوم اٹھتا ہے سنتے ہی تیرا نام

اے سرورِ انام

نظمیؔ خستہ جاں کا خبر گیر کون ہے
دل میں ہے جس کے حسن کی تصویر کون ہے
خوابِ نگاہِ عشق کی تعبیر کون ہے
سرمست ہے شرابِ محبت کا پی کے جام
اے سرورؔ انام

متاعِ عبادت وہ حامد و احمدؐ
زمانے کی خلقت کا مقصود و مقصد
وہ ممکن کی منزل وہ واجب کی سرحد
محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

مکیں جب نہیں تھے مکاں جب نہیں تھا
زمیں جب نہیں تھی زماں جب نہیں تھا
بتا کون تھا کُل جہاں جب نہیں تھا
محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

ہوا تھی نہ آتش نہ مٹی نہ پانی
نہ جنت نہ آدم نہ دُنیائے فانی
وہ تخلیقِ اول نہیں جس کا ثانی
محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

وہ پروانہ واری چراغ یقیں پر
وہ تسبیح لب پر پسینہ جبیں پر
یہ معراج کس کی ہے عرش بریں پر
محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

شجر نے کسے جھک کے سجدا کیا ہے
سدا کس پہ بادل نے سایا کیا ہے
یہ کس نے قمر کو دو پارا کیا ہے
محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

وہ انسانِ کامل وہ عالم کا رہبر
وہ اول پیمبر وہ آخر پیمبر
وہ تنویرِ معبود اللہ اکبر
محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

وہ عرشِ بریں تک پہونچنے کا زینہ
وہ رحمت کا دریا کرم کا سفینہ
وہ شاہِ زمن تاجدارِ مدینہ
محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

سراپا محبت مجسم ہدایت
سکھائی ہے دُنیا کو جس نے اخوت
زمانہ کو جس نے بتائی ہے وحدت
محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

یہ جنت کے کوچے اسی کی گلی ہیں
اسی سے پیمبر اسی سے ولی ہیں
اسی کی تجلّی کا پرتو علیؑ ہیں
محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

ہے داماد کس کا علیؑ سا دلاور
ہے گیارہ اماموں کی ماں کس کی دختر
یہ کس کے نواسے ہیں شبیرؑ و شبرؑ
محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

چراغِ ازل بھی چراغ ابد بھی
وہ قرآن بھی رہ حدیثِ صمد بھی
وہ رحمت بھی نصرت بھی دستِ مدد بھی
محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

...ہدی کی دیگر تصانیف

نقشِ فریاد: مرزا غالب مرحوم کے مروجہ دیوان کی ہر غزل کی زمین میں نوحہ۔ از الف تا ہائے ہوز، جن پر تبصرہ کرتے ہوئے ہفتہ وار سرفراز لکھنؤ کے فاضل ایڈیٹر سید مصطفےٰ احسن نے لکھا: اگر مرزا غالب بھی نوحے کہتے تو مہدی نظمی کے کہے ہوئے نوحوں سے ہرگز بہتر نہ ہوتے، بہترین طباعت وکتابت خوبصورت جلد پوش **قیمت پانچ روپے۔**

سقائے آلِ عبا: حضرت ابو الفضل العباس علیہ السلام کے حال میں مرثیہ: جس کی یہ بیت زبان زد خاص و عام ہے۔

سقائے کربلا تری سقائی گری رہی
یہ تیری مشک حشر کے دن تک بھری رہی

بہترین طباعت وکتابت، خوبصورت ٹائیٹل **قیمت دو روپے**

بوتراب و بت شکن: مولائے کائنات حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی مدح میں شاندار طویل مسدس، جس پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت مولانا عبدالباقی مرحوم نے لکھا۔ جوش کے مسدس طلوعِ فکر میں الفاظ کی بھرمار ہے مگر مہدی نظمی کے مسدس میں الفاظ کا دبدبہ بھی ہے اور معانی کی کثرت بھی، خوبصورت طباعت وکتابت، دیدہ زیب ٹائیٹل **قیمت تین روپے**

ملنے کا پتہ ہندوستان پبلیکیشنز غازی آباد